

حضرت ابوبکر کے سرکاری خطوط

(جناب ڈاکٹر خورشید احمد صاحب، نازق - استاذ ادبیات عربی - دہلی یونیورسٹی)

(۵)

خالد بن ولید کے نام

-۲۴

یہ خط الکفار سے ماخوذ ہے۔ سیف بن عمر (ناقل خط) نے ان الفاظ میں اس کا اقتنا^ح کیا ہے: جب ابوبکر صدیق مرتد عربوں کی سرکوبی سے فارغ ہو چکے اور ان کی بستیاں اسلامی فوجوں نے اپنی حراست میں لے لیں۔ تو انھوں نے خالد بن ولید کو لکھا:-
 ”مسلمانوں کو وطن لوٹنے کی اجازت دے دو۔ اگر کوئی خوشی سے تمہارے ساتھ رہنا چاہے تو خیر ورنہ کسی کو بھڑنے پر مجبور نہ کرو، اور اپنی کسی جنگ میں ایسے شخص سے فوجی خدمت نہ لو جو لڑنا نہ چاہے۔ تم (یعنی بنو حنیفہ کے علاقہ) سے متصل بنو تمیم، بنو قیس اور یکرین وائل کے جو قبیلے آباد ہیں ان کو دعوت دو کہ پیامہ کی افتادہ اراضی کی کاشت کریں، کیوں کہ مفتوحہ ملک کی افتادہ اراضی کے مالک اللہ اور رسول ہیں جو شخص اس کا کوئی حصہ کاشت کرے گا وہ اس کی ہو جائے گی۔“

الکفار، تالیف اندلسی مؤلف کلاعی بلنسی، مخطوط، رقم ۵۲۷، ص ۳۵، دارالکتب المصریہ، قاہرہ۔

عمرو بن عاص کے نام

-۲۵

یہ خط ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں بیان کیا ہے۔ اس کا سیاق سابق انوکھا ہے۔

خط اور سیاق سابق دونوں عمرو کی زبانی سنئے: مجھے رسول اللہؐ نے عمان کا والی بنا کر بھیجا۔ جب میں وہاں پہنچا تو مقامی پادری اور راسب میرے پاس آئے اور پوچھا: ”تم کون ہو؟“ میں نے کہا: میرا نام عمرو بن عاص ہے، قبیلہ قریش کا ممتاز فرد ہوں۔ انھوں نے پوچھا: تمہیں کس نے بھیجا ہے؟“ میں نے کہا: رسول اللہؐ نے۔ انھوں نے کہا: ”رسول اللہؐ کون؟“ میں نے جواب دیا: محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب، وہ ہماری قوم کے ایک ممتاز فرد ہیں، ہم ان کے حسب نسب سے واقف ہیں، انھوں نے ہم کو عمدہ سیرت پر چلنے کی تاکید کی ہے، اور بُری سیرت سے روکا ہے، اس کے علاوہ ہم کو حکم ہے کہ بس ایک خدا کی پرستش کریں۔“ پادریوں نے اپنا ایک نمائندہ مجھ سے گفتگو کرنے کے لئے مقرر کیا۔ اس نے پوچھا: اس نبی کی کوئی علامت نبوت ہے؟ میں نے کہا: ہاں، دونوں کندھوں کے بیچ گوشت کی ایک ٹکیا جس کو خاتم نبوت کہتے ہیں۔“ نمائندہ: کیا وہ خیر خیرات قبول کر لیتا ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔“ نمائندہ: ”اور تحفہ؟“ میں نے کہا: ہاں تحفہ قبول کر لیتا ہے۔“ نمائندہ: ”اس کی جب قوم سے جنگ ہوتی ہے تو کون جیتتا ہے؟“ میں نے کہا: ”کبھی“ اور کبھی قوم۔“ اس گفتگو کے بعد نمائندہ اور اہل عمان مسلمان ہو گئے۔ پھر نمائندہ نے کہا: سجدہ اگر تمہاری سب باتیں سچی ہیں تو آج رات اُس کا انتقال ہو گیا۔“ کچھ ہی دن گزرے تھے کہ ایک سوار نے اونٹ بٹھایا اور عمرو بن عاص کو پوچھنے لگا۔ میں گھبرایا ہوا اُس کے پاس گیا۔ اس نے ایک خط دیا جس کا عنوان تھا: خلیفہ رسول اللہؐ ابو بکر کی طرف سے عمرو بن عاص کے نام۔ خط لے کر میں کمرہ میں گیا اور مہر توڑ کر دیکھا تو لکھا تھا:

”بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ابو بکر خلیفہ رسول اللہؐ کی طرف سے عمرو بن عاص کو سلام علیک، واضح ہو کہ اللہ عزوجل نے اپنے نبی کو جب چاہا مبعوث کیا، اور جتنا چاہا زندہ رکھا، اور جب چاہا اٹھا لیا۔ اس نے اپنی سچی کتاب میں فرمایا ہے: (اے نبی) تم مرو گے اور وہ سب بھی مرے گے۔“

(إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَيِّتُونَ - قرآن) (مدینہ کے) مسلمانوں نے اس قوم کی قیادت میرے ارادہ اور خواہش کے علی الرغم میرے سپرد کر دی ہے۔ میں خدا سے مدد اور توفیق کا طالب ہوں۔ جب میرا خط پہنچے تو جس رسی (شتر بند) کو رسول اللہ نے باندھا ہو اس کو ہرگز مت کھولنا اور جس کو انھوں نے کھولا ہو اسے ہرگز مت باندھنا، والسلام (یعنی رسول اللہ کے حسب ہدایت زکاۃ کے اونٹ وصول کرنا) "تاریخ دمشق، مائکروفلم ۱۶ (ماخوذ از مخطوط خبر ۱۳)، کتب خانہ ظاہریہ دمشق) معہد احیاء المخطوطات العربیہ جامعہ دؤل العربیہ، قاہرہ۔

مذکورہ بالا سیاق سابق کے انوکھے پن کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ مشہور و مستند تاریخوں میں اس کا کوئی ذکر نہیں، اس کے علاوہ اور اسباب بھی ہیں۔ مثلاً اس میں اس مراسلہ کا کوئی ذکر نہیں جو رسول اللہ نے عمان کے دو حکمران بھائیوں جبفر اور عبید کو عمرو کے ہاتھ بھیجا تھا، مثلاً اس میں ہے کہ اہل عمان مسلمان ہو گئے، تاریخ کہتی ہے کہ اہل عمان دو طبقوں پر مشتمل تھے، ایک فارسی جو شہروں میں تجارت کرتے اور وہاں چھائے ہوئے تھے، اور دوسرے ازدی و غیر ازدی عرب جو باقی عمان میں پھیلے ہوئے تھے۔ مسلمان صرف عرب ہوئے، فارسیوں نے جزیہ دینے پر اکتفا کر لیا، مثلاً اس میں ہے کہ اہل عمان کے اسلام کے بعد "نمائندہ" نے کہا کہ اگر تمھاری باتیں سچی ہیں تو نبی کا آج رات انتقال ہو گیا، عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام کے فوراً ہی بعد "نمائندہ" نے یہ پیش گوئی کی جو صحیح نکلی، تاریخ کی شہادت اس کے خلاف ہے۔ عمرو بن عبد شمس کے آخر میں عمان کے والی (مختل زکاۃ اور صلح و جنگ کے متولی) مقرر ہوئے اور رسول اللہ کا انتقال صفر یا ربیع الاول ۱۱ھ میں ہوا، یعنی ان کے عمان پہنچنے کے کم از کم ایک سال بعد، عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ پہنچنے کے چند ہی دن بعد انتقال ہو گیا بہت ممکن ہے سیاق سابق کا بیشتر حصہ صحیح ہو اور جو باتیں ہم کو تاریخ سے غیر مربوط نظر آتی ہیں ان کی وجہ روایت کا نقص اور فرو گذاشت ہو، یعنی راوی کچھ ضروری باتیں بیان کرنا

بھول گئے ہوں اور کچھ باتیں بے ناپے تولے کر گئے ہوں۔ اب سنئے ہمارے مورخوں نے عمرو کے تقرر کا حال کس طرح بیان کیا ہے :-

واقدی - طبری ۱۳۹/۳ (پہلا ڈیشن مصر) :- ۳۳۵ھ میں رسول اللہ نے عمرو بن عاص کو حبشہ اور عمرو (عباد کی جگہ جو زیادہ مشہور ہے) جلدی ازدی کے دو بیٹوں کے پاس (جو عمان کے حاکم تھے) محصل زکاۃ بنا کر بھیجا، دونوں نے عمرو کو زکاۃ وصول کرنے دی۔

مالدار عُمَانیوں سے عمرو زکاۃ لیتے اور غریب عُمَانیوں میں تقسیم کر دیتے، وہاں کے فارسیوں سے انھوں نے جزیرہ وصول کیا، یہ فارسی شہروں میں رہتے تھے اور عرب شہروں کے آس پاس آباد تھے فتوح البلدان، بلاذری (ڈیشن ۱۳۱۸ھ مصر) ص ۸۳ :- عُمَان پر قبائل ازد کا غلبہ تھا،

ان کے علاوہ صحراؤں میں بہت سے بدو قبیلے بھی آباد تھے۔ ۳۳۵ھ میں رسول اللہ نے ابوزید انصاری (جو ان صحابہ میں تھے جنہوں نے رسول اللہ کے عہد میں قرآن جمع کیا تھا) اور عمرو بن عاص کے ہاتھ عبیدہ اور حبشہ جلدی کے دو بیٹوں کے پاس مراسلہ بھیجا جس میں انھیں اسلام لانے کی دعوت دی تھی۔ رسول اللہ نے ان سے فرمادیا تھا: اگر اہل عمان کلمہ شہادت پڑھیں اور اللہ و رسول کی اطاعت کا دم بھریں، تو عمرو محصل زکاۃ اور متولی صلح و جنگ ہوں گے اور ابوزید امام نماز، اسلام کے منفقہ اور تعلیم قرآن کے انچارج، جب ابوزید انصاری اور عمرو بن عاص عمان پہنچے تو عبیدہ اور حبشہ عمان کے ساحلی شہر صُحار میں تھے۔ ابوزید اور عمرو رسول اللہ کا مراسلہ لے کر ان کے پاس گئے۔ وہ دونوں اسلام لے آئے، اور جو عرب وہاں تھے ان کو اسلام کی دعوت دی، وہ بھی مسلمان ہو گئے۔ ابوزید اور عمرو رسول اللہ کی وفات تک عمان میں رہے اور ایک خبر یہ ہے کہ ابوزید وفات رسول سے پہلے لوٹ آئے تھے۔

محاذ عراق

محاذ عراق سے متعلق ابوبکر صدیق کے خطوط کے دو بنیادی ماخذ ہیں تاریخ طبری و چوٹی

کصدی ہجری) اور فتوح الشام از دی بصری (تیسری صدی ہجری)۔ اس سلسلہ میں طبری نے جو خطوط اور سیاق سابق پیش کیا ہے وہ بیشتر سیف بن عمر کی روایت پر مبنی ہے، اور فتوح الشام کے مصنف نے جو خطوط پیش کئے ہیں وہ دوسرے شیوخ روایت سے ماخوذ ہیں۔ اس لئے طبری اور فتوح الشام میں بیان کردہ خطوط ایک دوسرے سے کیا باعتبار مضمون اور کیا باعتبار سیاق و سیاق مختلف ہو گئے ہیں، اگرچہ اس اختلاف کو تقابلی مطالعہ اور تفسیر و تعبیر کی مدد سے دور یا کم کیا جاسکتا ہے۔ اس کے علاوہ طبری میں سیف کے بیانات کتر بیونت اور تقدیم و تاخیر کے ساتھ بیان ہوئے ہیں جس سے واقعات کہیں مبہم اور کہیں بے ربط ہو گئے ہیں۔ اس نقص کو کسی حد تک اکتفاء نے دور کر دیا ہے

خالد بن ولید کے نام

۲۶۔

مقدمہ :- جب خالد بن ولید فتح کر چکے تو ابو بکر صدیق نے ان کو لکھا :-
 ”میں تم کو جنگ عراق کا سپہ سالار مقرر کرتا ہوں ان لوگوں کی ایک فوج مرتب کرو جو اسلام پر قائم ہیں۔ پیامہ سے عراق تک تمہارے راستہ میں قبائل تمیم، قیس، بکر بن وائل اور عبد القیس کے جو مرتد آئیں ان سے جنگ کرو۔ ان سے فارغ ہو کر فارس (عراق) کی طرف پیش قدمی کرو اور اللہ عزوجل سے فتح و کامرانی کی دعا مانگو۔ عراق میں داخل ہو کر سب سے پہلے فرج ہند (بندر گاہ ابلہ) کو فتح کرو۔ فارسیوں اور ان اقوام کے ساتھ جو فارسی حکومت کی رعایا ہوں، حسن سلوک سے پیش آؤ تاکہ وہ اسلام لے آئیں یا اس کے خیر خواہ ہو جائیں)۔ تم سے کوئی ظلم ہو تو مظلوم کو خود سے انصاف کا موقع دو۔ تم ”خیر امت“ ہو لوگوں کی رہنمائی کے لئے بھیجے گئے

۱۰

ہو۔ ہم خدا سے ملتی ہیں کہ جن لوگوں کو ہماری برادری میں داخل کرے، ان کو اسلام کا بہترین پیرو بنائے۔ اگر تم کو خدا کی عنایت سے اُبلہ میں فتح نصیب ہو تو عراق (یعنی بالائی عراق) کا رخ کرو اور عیاض (بن غنم) سے مل جاؤ۔“
شعبی اور ہشام بن عروہ۔ الکفارۃ ۳۵۔

۲۷۔ اس خط کی دوسری شکل :-

مقدمہ :- جب خالد یمامہ کی مہم سے فارغ ہوئے تو ابو بکر صدیق نے ان کو لکھا: ”عراق کی طرف پیش قدمی کرو اور اس کے حدود میں گھس جاؤ۔“
سب سے پہلے فرج ہند (اُبلہ) کی فتح پر ہمت مبذول کرو۔ اہل فارس اور ان اقوام کی جو ان کے ملک میں ہوں تالیفِ قلب کرو۔“ سیف بن عمر طبری ۴/۲
۲۸۔ خط کی تیسری شکل :- اس کے راوی اول سے آخر تک وہی ہیں جو رقم ۲۷ کے ہیں، پھر کئی دونوں خطوں کے مضمون میں بتین فرق ہے اس بات کا غالب قریبہ ہے کہ الگ الگ بیان کئے ہوئے یہ دونوں خط ایک ہی مراسلہ کے حصے ہوں :

”خدا نے یمامہ میں تم کو فتح عطا کی، اب عراق (بالائی عراق) کی طرف بڑھو حتیٰ کہ عیاض (بن غنم) سے مل جاؤ۔“ سیف بن عمر۔ طبری ۴/۲۔

۲۹۔ عیاض بن غنم کے نام

اس مراسلہ کا سیاق و سباق یہ ہے کہ جب ابو بکر صدیق نے خالد کو یمامہ سے عراق جانے کا حکم بھیجا تو اس کے ساتھ ہی دوسرا فرمان صحابی عیاض بن غنم کو ارسال کیا۔ عیاض اس وقت نہاج اور حجاز کے درمیان تھے، کس قریبہ سے یہ نہیں نہیں معلوم، شاید کسی مہم پر بھیجے

گئے ہوں۔ ان کو حکم دیا گیا کہ مغرب کا رخ کرو اور بادیہ شام میں مُصَيِّخ کی عرب عیسائی بسینوں کو فتح کر کے شمال مشرق کی طرف بڑھو اور بالائی عراق کے وہ قصبے درجہاؤنیاں جو عربی عراقی سرحد پر واقع ہیں فتح کرتے ہوئے حیرہ کا قصد کرو۔ دوسری طرف خالد کو ہدایت تھی کہ زیریں عراق کے سرحدی علاقے فتح کرتے ہوئے حیرہ کی طرف بڑھیں خلیفہ نے یہ تصریح بھی کی تھی کہ دونوں میں جو سالار پہلے حیرہ پہنچ جائے گا وہی وہاں کا مقرر ہوگا۔ اسکیم یہ تھی کہ اس طرح عربی عراقی سرحد کے دونوں جانب واقع ہونے والے دیہاتوں کو رام کے اور وہاں کے فوجی نقطوں پر قبضہ کر کے دوسرا قدم مدائن (پایہ تخت کسریٰ، وسط عراق) کی فتح کے لئے اٹھایا جائے اور یہ ہم اُس سالار کے سپرد کی جائے جو حیرہ پہنچنے کی دوڑ میں ناکام رہے۔

”اپنی فوج کے ساتھ (مُصَيِّخ جاؤ، اور سب سے پہلے اس کی فتح پر توجہ مرکوز کرو اس کے بعد بالائی عراق میں داخل ہو (اور وہاں کے دیہاتوں اور فوجی نقطوں کو زیرِ نگیں کرتے زیریں عراق کی طرف بڑھو) حتیٰ کہ خالد سے مل جاؤ۔ تم دونوں کی فوج کے جو مسلمان گھر لوٹنا چاہیں ان کو اجازت دے دو اور جو شخص شریک جنگ ہونا پسند نہ کرے (وطن لوٹنے کی لگن میں) اس سے فوجی خدمت نہ لو۔“ سیف بن عمر۔ طبری۔ ۴/۴

۳۔ اس خط کی دوسری شکل :-

”مُصَيِّخ کی طرف پیش قدمی کرو۔ مُصَيِّخ تک تمہارے راستہ میں جو مسلمان قبیلے آئیں ان کو فوج میں بھرتی کر کے سب سے پہلے ان لوگوں سے لڑو جو اسلام

لے عربی۔ عراقی سرحد کے تقریباً وسط، فرات کے مغرب اور نجف سے چند میل جنوب مشرق میں انجی غرب۔ عیسائی بادشاہوں کا یہ شہرہ آفاق پایہ تخت واقع تھا۔ ہجرت سے کوئی بیس برس پہلے کردی حکومت نے حیرہ اور اس کے ماحول علاقہ (جو فرات کی مغربی ترائی میں تھا) اپنے تصرف میں لے لیا تھا وہاں فارسی گورنر رہتا تھا، مدائن جانے والی شاہراہ حیرہ ہو کر گذرتی تھی، اور اس کے آس پاس فوجی چوکیاں تھیں۔ معجم البلدان یا قوت پہلا اڈیشن ۳/۳۷۶، والناسیکلو پیڈیا آف اسلام ذکر حیرہ ۲/۳۱۴۔

سے منحرف ہوں۔ ان سے فارغ ہو کر بالائی عراق میں داخل ہو اور وہاں سے (زیریں عراق کی طرف) فتوحات کرتے خالد سے مل جاؤ۔ اکتفاء ۳۵

۳۱۔ خالد بن ولید اور عیاض بن غنم کے نام

”جو لوگ اہل ردہ سے لڑے ہوں اور جو رسول اللہ کی وفات کے بعد اسلام پر قائم رہے ہوں، ان سب کو شریک جنگ ہونے کی دعوت دو۔ میرے اگلے فیصلہ تک کوئی شخص جو مرتد رہ چکا ہو ہرگز لڑائی میں شریک نہ ہو۔“ سیف بن عمر۔ طبری ۴/۴۔

۳۲۔ خالد بن ولید اور عیاض بن غنم کے نام

”خدا سے مدد اور فتح کی دعا مانگو اور اسی سے ڈرو۔ آخرت کی کامرانی کو دنیا کی کامیابی پر ترجیح دو۔ خدا کے فرمان بردار رہو گے تو وہ دنیا اور آخرت دونوں میں بامراد رکھے گا۔ دنیا کو آخرت پر ترجیح نہ دو ورنہ دنیا تمہیں زچ کر دے گی۔ خدا کے نافرمان ہو گے تو وہ دنیا اور آخرت دونوں کی کامیابی سے محروم کر دے گا۔ کس قدر حقیر ہو جاتے ہیں بندے خدا کی نظر میں جب اس کی نافرمانی کرتے ہیں!“ اکتفاء ۳۵

۳۳۔ خالد بن ولید اور عیاض بن غنم کے نام

سیف بن عمرو ان کے راوی اس خط کو اس مراسلہ کا تتمہ قرار دیتے ہیں جو خلیفہ نے خالد کو زیریں عراق اور عیاض کو بالائی عراق سے حیرہ پہنچنے کے لئے تحریر کیا تھا اور جس میں یہ تصریح بھی تھی کہ دونوں میں سے جو بھی پہلے پہنچ جائے گا وہاں کا گورنر بنادیا جائے گا۔ یہ حصہ

راویوں نے صیغہ غائب میں بیان کیا ہے اور تتمہ والا حصہ صیغہ مخاطب میں۔ یہاں یہ تبادلیا ضروری ہے کہ مراسلہ زیر بحث کی اسناد میں کچھ راوی نئے ہیں یعنی اس کی اور خطوط رقم ۲۸ اور ۳۰ کی اسناد بالکل ایک نہیں ہے، اگر بالکل ایک ہوتی تو خط زیر بحث کو رقم ۲۸ اور ۳۰ کا تتمہ بھی قرار دیا جاسکتا تھا۔

تتمہ کا مضمون :- جب تم دونوں حیرہ میں جا ملو اور اس سے پہلے تم فارسی عسکری چوکیوں کو صاف کر چکے ہو گے اور مسلمانوں پر لپشتی حملہ کی طرف سے بے خوف ہو چکے ہو گے، اس وقت تم میں سے ایک سالار مسلمانوں کی رسد کا انتظام کرنے اور حیرہ کے جانشین گورنر کی تقویت کے لئے (۶) پیچھے رہ جائے اور دوسرا خدا اور تمہارے دشمن فارسیوں کے دارالسلطنت اور ان کی قوت و شوکت کے مرکز مدائن پر پورش کر دے۔
سیف بن عمر۔ طبری ۵/۴۔

۳۴۔ خالد بن ولید اور ان کی فوج کے نام

جس وقت ردہ کی آندھی چلی یعنی سالہ کے ربع اول میں تو اس کے لگ بھگ عی۔ عراقی سرحد پر بسنے والے قبائل ربیعہ کے ایک سردار نے جس کا نام مُشتی بن حارثہ تھا، عراق کی شاداب سرزمین پر ترکتازی شروع کر دی تھی۔ اس ترکتازی کے اسباب خوش قسمتی سے ہمیں معلوم ہیں۔ ایران کے مشہور بادشاہ نوشیروان عادل کے زمانہ میں بحر قزقم کی ساحلی ٹیپہا میں شدید قحط پڑا جس سے مجبور ہو کر وہاں کے قبائل ربیعہ جلاوطن ہو گئے اور جزیرہ یمامہ میں آکر اترے۔ اس علاقہ پر فارسی تسلط تھا۔ نوشیروان نے ان کے لیڈروں کا ایک وفد دریافت حال کے لئے طلب کیا۔ وفد نے کہا ہم قحط سے مجبور ہو کر آپ کے سرسبز علاقہ میں آئے۔

۱۔ شاید اس سے مراد بحرین کا کوئی جزیرہ ہے، ہمارے جغرافیہ نویسوں نے جزیرہ یمامہ کا کوئی ذکر نہیں کیا۔

برہان دہلی

ہیں اور یہاں رہنا چاہتے ہیں۔ نو شیرداں نے وعدہ لے کر کہ ان کے ہم قوم پر امن اور باضابطہ زندگی بسر کریں گے رہنے کی اجازت دے دی۔ ربیعہ کی شاخیں سارے عربی۔ عراقی سرحد پر پھیل گئیں اور عرصہ تک ان کو فارسی حکومت سے کوئی شکایت نہیں ہوئی۔ یزدجرد کی تاجپوشی کے بعد فارسی فوجی ڈسپلن خراب ہو گیا اور فارسی فوجی حکام قبائل ربیعہ پر دست درازی کرنے لگے۔ ان کے ظلم کا جواب دینے ربیعہ کی شاخ شیبیان کا ایک سردار جس کا نام مثنیٰ بن حارث تھا کھڑا ہوا۔ اس کی خاندانی بستیاں حیرہ کے قریب تھیں۔ مثنیٰ سرحد پار کر کے زیریں عراق کے گاؤں پر چھاپے مارتے اور مویشی اور غلہ لوٹ لے جاتے۔ ان کی سرگرمیوں کی خبر حضرت ابو بکر کو ہوئی جو اس وقت اہل ردہ کی سرکوبی میں مصروف تھے، تو وہ محفوظ ہوئے انھوں نے مثنیٰ کے حالات اور حسب نسب معلوم کر کے ایک جھنڈا اور مراسلہ بھیجا جس میں مثنیٰ کی حوصلہ افزائی کی تھی اور فارسیوں کے خلاف ہم جاری رکھنے کی تلقین۔ (فتوح اعظم کو فی مبیی ۱۶ ص ۱۶) اور ایک روایت یہ ہے کہ مثنیٰ خود مدینہ آئے اور خلیفہ سے کہا: مجھے میری قوم کا سالار بنادیکھئے، وہ اسلام لے آئے ہیں، میں ان کو لے کر فارسیوں سے لڑوں گا، اور اپنے قریب کے فارسی علاقہ کو آپ کی طرف سے فتح کر لوں گا۔ (فتوح الشام از دی بصری، اڈیٹر ڈبلو، این، نیس ۱۸۵۴ء کلکتہ ص ۵۷) خلیفہ نے باضابطہ طور پر مثنیٰ کو ان کی قوم کا سالار مقرر کر دیا اب ان کو خلافت کی سند اور پشت پناہی حاصل ہو گئی، اس سے ایک طرف تو ان کا حوصلہ بہت بڑھ گیا اور دوسری طرف ان کا سارا قبیلہ ان کے زیر فرمان آ گیا۔ وہ پہلے سے بڑے پیمانہ پر عراق کے دیہاتوں اور بازاروں پر غارتگری کرنے لگے۔ قریب ایک سال تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ افسوس ہے ہمارے مورخوں نے یہ نہیں بتایا کہ یہ سال کب سے شروع ہوا اور کب ختم ہو گیا، گمان غالب ہے کہ ۱۸۵۴ء کے نصف آخر میں کسی وقت ختم ہوا ہوگا۔ مثنیٰ کی طاقت اور وسائل بڑھ گئے اور انھوں نے اپنے چچا زاد بھائی سوید بن عقبہ کو سواروں کے چند دستے دئے اور

لے یہ تصریح ناخ التواریخ کے مؤلف نے کی ہے۔ ۲/ کتاب دوم ۱۲۸

شَطُّ الْعَرَب یعنی دجلہ۔ فرات کے ڈھائی تین سو میل لمبے ڈیلٹا کے دیہاتوں اور چھاؤنیوں پر غارت گری کرنے بھیجا۔ اب تک مثنیٰ کی ٹکڑے سرحد عراق کے رئیسوں اور فوجی نقطوں کے افسروں سے تھی، اس نئے محاذ کے کھلنے سے ڈیلٹا کے اہم آبی اور بری راستوں اور اس عظیم بندرگاہ پر خطرہ منڈلانے لگا جہاں چین و ہند۔ عراق۔ فارس اور شام کا سامان لادا اور اتارا جاتا تھا، یہ اُبلت نامی بندرگاہ تھا جو ڈیلٹا کی برعرب پر واقع ہونے والی ایک خلیج پر آباد تھا۔ مرکزی حکومت کو مداخلت کرنا پڑی، اور فارسی فوجیں مرکز کے مامور کردہ سالاروں کی کمان میں عربوں کی گوشمالی کے لئے مامور کی گئیں۔ مثنیٰ اور سُوید دونوں کمزور پڑ گئے اور ان کی جارحانہ سرگرمیاں سکڑ گئیں۔ مثنیٰ نے خلیفہ کو حالات سے مطلع کیا اور رسد طلب کی۔ اس وقت خالد، مسلمان کا قصہ پاک کریمہ میں براجمان تھے، پیامہ کی فتح مورخین عراق (مدائنی وغیرہ) ۱۱۷ (غالباً آخر سال) بتاتے ہیں اور ابن اسحاق وغیرہ ربیع الاول ۱۱۷ میں۔ (دیکھئے طبری ۲۶۱/۳، تاریخ یعقوبی (اڈیشن پوسٹسمالیدن) ۱۴۶/۲، اکتفاء مخطوط دارالکتب قاہرہ ۲۶۲ فتح البلدان بلاذری ص ۹) حضرت ابو بکر نے مراسلہ ذیل لکھا اور خالد کو عراق کی مہم کا سالار اعلیٰ مقرر کر کے مثنیٰ کی پشت پناہی کے لئے بھیجا۔ مورخ عمر بن شہب (طبری ۳/۴) کی رائے ہے کہ خالد کو محاذ عراق پر بھیجنے کی کارروائی محرم ۱۱۷ میں عمل میں آئی، اس حساب سے فتح پیامہ یقیناً ۱۱۷ کے آخر میں ہوئی ہوگی۔

”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ عبد اللہ ابو بکر خلیفہ رسول اللہ کی طرف سے خالد بن ولید اور ان کے ساتھ جو مہاجر، انصار اور تابعین ہیں سب کو سلام علیک۔ میں اس اللہ کا سپاس گزار ہوں جس کے سوا کوئی عباد کے لائق نہیں۔ تعریف ہے اس خدا کی جس نے اپنا وعدہ پورا کیا، جس نے اپنے دین کی مدد کی، جس نے اپنے بھو خواہوں کو قوت و عزت عطا کی، جس نے اپنے دشمن کو ذلیل کیا، اور جو اکیلا متحدہ پارٹیوں پر غالب آگیا۔

بلاشبہ اُس خدا نے جس کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں، اُن لوگوں سے وعدہ کیا ہے جو تم میں سے ایمان لائے اور جنہوں نے عملِ صالح کئے کہ اُن کو زمین کا وارث بنادے گا، جس طرح اس نے اُن سے پہلے مومنوں اور نیکو کاروں کو وارث بنایا تھا۔ اس نے وعدہ کیا ہے کہ وہ اس دین کو ان کی (فلاح و بہبود) کے لئے مستحکم بنادے گا جسے اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے، اور یہ کہ ان کو خوف و ہراس میں رہنے کے بعد امن و عافیت سے بہرہ ور کرے گا، یہ مومن میری پرستش کرتے ہیں اور میری وفاداری اور اطاعت میں کسی اور کو بالکل شریک نہیں کرتے۔ اس وعدہ کے بعد بھی جو لوگ کفر کریں تو وہ فاسق ہیں (وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ، وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْضِ خُوفِهِمْ أَمَّا، يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا، وَمَن كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ) یہ الیسا وعدہ ہے جو جھوٹا ہونے والا نہیں، اور نہ اس میں شک کی گنجائش ہے۔ خدا نے مومنین پر جہاد فرض کیا ہے، چنانچہ وہ صاحبِ عزت ہستی فرماتا ہے: تم پر جنگ و قتال لازم کیا گیا اور وہ تمہیں ناپسند ہے، اس بات کا پورا احتمال ہے کہ تمہیں کوئی بات پسند نہ ہو، پر حقیقت میں وہ تمہارے لئے مفید ہو جیسا کہ اس بات کا احتمال ہے کہ تمہیں کوئی بات پسند ہو لیکن حقیقت میں وہ تمہارے لئے مضر ہو۔ ہونے والے فائدہ یا نقصان کا علم بس اللہ کو ہے، تمہیں نہیں۔ رکتب علیکم القتال وھو کرا لکم، وعسی ان تکرھوا شیئاً وھو خیر لکم، وعسی ان تجوا شیئاً وھو شر لکم، واللہ یعلم وانتم لا تعلمون۔ (قرآن) پس خدا سے وہ وعدہ پورا کرنے کی درخواست کرو جو اس نے

تم سے کیا ہے اور جو فرض تم پر عائد کیا ہے اس کو انجام دے کر اس کی اطاعت کرو، چاہے ایسا کرنے سے کتنی ہی پریشانی اٹھانی پڑے اور کیسے ہی مصائب جھیلنا پڑیں، اور گھر بار سے تمہیں کتنا ہی دُور ہونا پڑے، اور کتنا ہی جان و مال کی قربانی دینا پڑے۔ یہ سب خدا کے ثوابِ عظیم کے مقابلہ میں معمولی باتیں ہیں۔ ہم کو صادق و مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے کہ اللہ شہیدوں کو قیامت کے دن جب اٹھائے گا تو وہ تلواریں کھینچے ہوں گے، وہ خدا سے جو آرزو بھی کریں گے خدا پوری کرے گا، اور اُن کی سب مرادیں بر آئیں گی، اور وہ وہ نعمتیں ان کو ملیں گی، جن کا انہوں نے تصور بھی نہ کیا ہوگا۔ ایک شہید جنت میں داخل ہو کر اس سے بہتر کیا تمنا کر سکتا ہے کہ اس کو خدا دنیا میں پھر لوٹا دے، تاکہ وہ اس کی بے انتہا عنایتوں کا اپنی حُسنِ سیرت سے کچھ حق ادا کر سکے۔ خدا آپ پر رحم کرے، راہِ خدا میں جہاد کرنے نکل کھڑے ہو جیتے، خواہ نہتے ہو یا مسلح اور اپنے مال و جان سے خدا کے راستہ میں جہاد کرو، اس میں آپ کے لئے خیر و برکت ہے اگر آپ کو خیر و برکت کا صحیح تصور ہو (تو اس حقیقت کو سمجھ لیں گے) میں نے خالد بن ولید کو عراق جانے کا حکم دیا ہے جس کو وہ اس وقت تک نہیں چھوڑیں گے جب تک میرا دوسرا حکم نہ صادر ہو۔ ان کے ساتھ آپ لوگ چل دیجئے، جانے سے بالکل مت کسمائیے، خلوص سے جہاد کرنے والے اور کارِ خیر کو شوق سے انجام دینے والے کو خدا اجرِ عظیم عطا کرتا ہے۔ جب آپ عراق پہنچیں تو وہاں ٹھہریئے یہاں تک کہ میرا اگلا حکم آئے۔ خدا دنیا اور آخرت کے اہم امور کو ہماری اور آپ کی طرف سے ٹھکانے لگائے۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ

فتوح الشام از دی بصری ص ۱۷۷۔

۳۵۔ مذکور بن عدی کے نام

ازدی نے فتوح الشام میں خط کا افتتاح ان چند لفظوں میں کیا ہے: مذکور بن عدی، بنو عجل کے سردار تھے، مثنی کے زمانہ میں فارسیوں سے لڑنے نکلے اور ابو بکر کو خط لکھا (جو ذیل میں پڑھیے)۔ فتوح الشام ازدی میں مثنی کا خلیفہ کے نام ایک مراسلہ وارد ہوا ہے جس میں مثنی نے شکایت کی ہے کہ مذکور جو میری قوم کے آدمی ہیں ایک چھوٹی سی جماعت لے کر میرے حرلیت بن بیٹھے ہیں اور میری مخالفت کرتے ہیں (ص ۵)۔ کتفار نے نئے الکتشاف کئے ہیں جو سیف بن عمر سے ماخوذ ہیں اور جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ عربی۔ عراقی سرحد پر تنہا مثنی ہی نہیں بلکہ تین مزید عربی سردار فارسی دیہاتوں اور مسلح نقطوں پر ترک تاز کیا کرتے تھے۔ ان کے نام ہیں: مذکور بن عدی، حرملہ بن مریطہ اور سلمی بن قین، آخر الذکر دونوں مہاجر صحابی تھے، مثنی اور مذکور اپنی قوم کے ساتھ رسول اللہ سے ملاقات کر چکے تھے۔ یہ چاروں ابو بکر صدیق کی خدمت میں حاضر ہوئے (غالباً ۱ھ کے آخری اور ۲ھ کے ابتدائی ایام میں) حرملہ اور سلمی نے کہا: ہم لوگ جو بنو تمیم اور بنو بکر کے قبیلوں سے تعلق رکھتے ہیں، فارسیوں سے لڑنے کے عادی ہیں ان پر ایسی چوٹیں لگائی ہیں کہ انہوں نے اپنے بچاؤ کے لئے خندقیں کھودی ہیں، دریا اور نہروں کا پانی چھوڑ کر دلدل کر دی ہے اور ہمارے مقابلہ کے لئے محلوں کو مسلح کر لیا ہے، ہمیں ان سے لڑنے کی اجازت دیجئے۔ ابو بکر صدیق نے اجازت دی اور ان میں سے ہر ایک کو اپنے اپنے متبعین کا سالار بنا دیا اور اس بات کی سرکاری سند عطا کی کہ جو جتنا فارسی علاقہ فتح کر لے گا اس کا حاکم تسلیم کر لیا جائے گا۔ سیف بن عمر کہتے ہیں کہ حرملہ اور سلمی سب سے پہلے مسلمان عرب تھے جو فارسی سرزمین پر جہاد کے لئے نکلے تھے۔ یہ چاروں قائد مدینہ سے واپس ہوئے اور زیریں وسطی عربی۔ عراقی سرحد پر الگ الگ مورچے بنا کر فارسی دیہاتوں اور چھاؤنیوں پر حملے کرنے لگے۔ مورچوں اور ان ایرانی منبرلوں کے نام بھی کتفار میں

مذکور میں جوان تہمتی اور بکری سرداروں سے رزم آرا ہوئے۔ جیسا کہ ابھی آپ نے پڑھا اکتفا کا بیان مذکور کے آزاد اور خود مختار سالار ہونے کی خبر دیتا ہے، نیز اس بات کی کہ وہ خلیفہ سے ملاقات کر چکے تھے اور ان کو فارسیوں کے خلاف مورچہ بنانے کی دربار خلافت سے باضابطہ اجازت مل چکی تھی۔ اس کے برخلاف فتوح الشام میں بیان کردہ مثنیٰ کے شکایتی خط سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکور خلیفہ کے لئے اجنبی شخصیت ہیں اور یہی نتیجہ خود مذکور کی اس عرضداشت سے بھی نکلتا ہے:

”میں بنو عجل کا جو بڑے شہ سوار اور جنگجو عرب ہیں، ایک فرد ہوں۔ میرے خاندان کے بہادر میرے ساتھ ہیں، ان میں کا ہر فرد دوسرے سو آدمیوں پر بھاری ہے۔ میں مرد کارزار ہوں، فارسی علاقہ کے جغرافیہ سے واقف ہوں۔ مجھے سواد (یعنی عراق کے مروجہ اور سرسبز علاقہ) کا والی بنا دیجئے، میں آپ کی طرف سے اس کو فتح کر لوں گا۔“ (فتوح الشام از دی بصری ص ۵۳۔)

خلیفہ کا جواب :-

”تمہارا خط موصول ہوا، تمہاری لکھی باتیں میں نے سمجھیں۔ تم ویسے ہی ہو جیسا تم نے اپنے بارہ میں لکھا ہے اور تمہارے خاندان میں بھی بڑی خوبیاں ہیں۔ میری رائے ہے کہ تم خالد بن ولید سے جا ملو اور جب تک وہ عراق میں رہیں ان کے ساتھ عراق میں رہو اور وہ جب دوسرے محاذ پر جائیں تو تم بھی ان کے ہمراہ چلے جاؤ۔“

اس کے ساتھ ہی ابو بکر صدیق نے مثنیٰ کو ان کے شکایتی مراسلہ کا یہ جواب لکھا :-

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ واضح ہو کہ تمہارے ہم قوم عجمی نے مجھے خط لکھا تھا جس میں کچھ درخواستیں کی تھیں۔ میں نے ان کو لکھ دیا ہے کہ میرے اگلے فیصلہ تک خالد بن ولید کی فوج میں رہیں۔ میں تم کو بھی تاکید کرتا ہوں کہ جب تک خالد عراق میں ہیں تم کہیں اور نہ جانا۔ جب وہ دوسرے محاذ پر چلے جائیں تو تم پھر اس جگہ ڈٹ جانا جہاں پہلے تھے (۹)۔

تم بہتر ترقی کے اہل اور ہر عنایت کے مستحق ہو، والسلام علیک ورحمۃ اللہ“ (فتوح الشام از دی بصری ص ۵۴)